حافظ جمشید اختر[1]
ڈاکٹر میمونہ تبسم[2]

# عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نوجوانوں کی تربیت

**Abstract**

Passing through the precious/blessed stages, the human life, at last, reaches to its climax (death), but the youth is the most important stage of these all. It is the part of life to which it is very necessary to put on the right path because reforming the youth is a guaranty for global peace, earthly satisfaction and hereafter the source of success.

It is the youth that gives courage to pass through the huge campaigns. When powers of a reformed are on full swing, a Muslim is encouraged to erect the flags in other countries like Khalid bin Waleed, Muhammad bin Qasim, Mehmood Ghaznawi and Salahuddin Ayyubi. A Muslim is encouraged to face the enemies of Islam like Umer bin Khattab, after embarrassing Islam. And Youth compels to fight alone against the idol worshipers.

It is the stage of mortal life of a man that is of great importance in view of Islam and The Prophet of Islam. That's why Rasoolullah (Sallallahu Alaihi Wasallam) said: O youngsters of Quraish! Protect your private parts and avoid adultery. Bohold!

1 پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا
2 اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

Who protected his private parts, he will enter Jannah. Describing the importance of youth, Messenger of Allah(Peace be upon him) said: Take five things as better; youth before old age, health/wellbeing before disease, and affluence before poverty, leisure before engagement and life before death.

The importance of youth is recognized in the world, it is also one of the everlasting blessings that will be bestowed to each in Heaven. Holy Prophet (Peace be upon him) said: each person in Heaven will be young and will forever remain so. Among many problems of the present age, there is a problem of training of youth. As the Holy Prophet described the importance of youth in life, he also reformed the setbacks and defects and impairments f youth.

انسانی زندگی بہت سے قیمتی مراحل (بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپا) سے گزرتی ہوئی اپنے اصلی انجام (موت) تک پہنچتی ہے مگر ان تمام مراحل میں سے شباب بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے یہی زندگی کا وہ حصہ ہے جسے سدھارنے اور سنوارنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ شباب کی اصلاح امن عالم کی درستگی کی ضامن ہے بلکہ دنیاوی سکون واطمینان کے ساتھ ساتھ اخروی مراحل سے باآسانی رہائی ونجات کا وسیلہ ظفر بھی ہے۔

جوانی ہی حیات انسانی کو بڑے سے بڑے معرکے سر کرنے کی ہمت دیتی ہے جب سدھری ہوئی جوانی کی طاقتیں اپنے جوبن پر ہوں تو ایک مسلمان میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 715ھ)، محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1030ھ) اور صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1193ھ) کی طرح دوسرے ممالک میں اسلام کے جھنڈے گاڑنے کی ہمت بھی پیدا ہو جاتی ہے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام لانے کے بعد اکیلے ہی دشمنان اسلام کا سامنا کرنے کی جرات پیدا ہو جاتی ہے[1] سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح اکیلے ہی بتوں کے پجاریوں کا مقابلہ کرنے پر جوانی مجبور کر دیتی ہے[2]۔

[1] الصلابی، علی محمد، الدکتور، سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: ص 55، مکتبہ الفرقان، مظفر گڑھ، پاکستان، طبع ثالث، 2017ء

[2] ابن خلدون، عبد الرحمان بن خلدون، تاریخ ابن خلدون: 2/ 73، الفیصل ناشران وتاجران

انسان کی فانی زندگی کا یہی وہ مرحلہ ہے جو اسلام اور صاحب اسلام کی نظر میں بھی بہت اہمیت کا حامل ہے اسی لئے اس کی حفاظت اور تربیت کرتے ہوئے نبی دوعالم ﷺ نے فرمایا:

«يا شباب قريش احفظوا فروجكم لا تزنوا، من حفظ له فرجه دخل الجنة»[1]

"اے قریش کے نوجوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا نہ کرو سنو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

«يا معشر الشباب عليكم بالباءة فإنه أغض للبصر، واحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم»[2]

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم پر شادی لازم ہے کیونکہ یہ نظر جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت میں مفید ہے اور جو شادی کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے۔"

پیغمبر دوعالم ﷺ نے جوانی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا:

«اغتنم خمساً قبل خمس: شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك، وغناك قبل فقرك، وفراغك قبل شغلك، وحياتك قبل موتك»[3]

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو! جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، امیری کو غریبی سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔"

اس حدیث مبارکہ میں پہلے جوانی کا تذکرہ کیا گیا ہے کیونکہ اگر یہ اپنے سیدھے رخ پر ہو تو اس کی عبادت اللہ کو بہت پسند ہے، اس جوان کی شرافت لوگوں کو اچھی لگتی ہے، اس نوجوان کی عاجزی وانکساری پر لوگ رشک

---

کتب، لاہور، 2004م

[1] الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط، باب الميم: 6850، قال الألباني هذا الحديث صحيح، دار الحرمين، القاهرة، الطبعة الأولى، 1995م

[2] النسائي، أحمد بن شعيب بن على، أبو عبد الرحمن، سنن النسائي، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم: 2239، قال الألباني هذا الحديث صحيح، دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

[3] النيسابوري، أبو عبد الله محمد بن عبد الله، المستدرك على الصحيحين، كتاب الرقاق: 7846، قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1990م

کرتے ہیں اور پھر یہی جوانی انسانیت کی خیر خواہی میں بسر ہوتی ہے۔

شباب کی اہمیت دنیا میں تو مسلّم ہے ہی مگر اخروی زندگی کی لازوال نعمتوں میں سے ایک نعمت ہمیشہ ملنے والی (جرد اُمرداً) جوانی ہے جو جنت میں ہر جنتی کو ملے گی۔ اسی مناسبت سے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

«أهل الجنة جرد مرد كحل لا تبلي ثيابهم ولا يفنى شبابهم»[1]

"یعنی جنتی جرد مرد کی حالت میں ہوں گے، نہ کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی جوانی فنا ہوگی۔"

دور حاضر کے بہت سے مسائل میں سے ایک مسئلہ نوجوانوں کی تربیت کا ہے آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں جس طرح نوجوانوں کو ان کے شباب کی اہمیت بتائی ہے اسی طرح مختلف حوالوں سے ان میں پائے جانے والے عیوب ونقائص اور کمزوریوں کی بڑے ہی احسن انداز کے ساتھ اصلاح اور تربیت فرمائی مثلاً:

## 1۔ صلہ رحمی کی تلقین اور نوجوانوں کی تربیت

اسلام نے رشتہ کو وہ معزز اور بلند مقام دیا ہے جو پوری تاریخ انسانیت میں کسی مذہب، کسی نظریہ اور کسی شریعت نے نہیں دیا۔ اسلام نے رشتوں کا پاس ولحاظ کرنے کی وصیت کی ہے، صلہ رحمی کی ترغیب دلائی ہے اور قطع رحمی سے ڈرایا ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے:

«الصدقة على المسكين صدقة، وعلى ذي الرحم ثنتان: صدقة وصلة»[2] "مسکین پر صدقہ صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر صدقہ میں دو بھلائیاں ہیں، یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔"

سرور کائنات ﷺ مدینہ کے ایک نوجوان سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی صلہ رحمی کے حوالے سے تربیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«صل من قطعك، وأعط من حرمك، وأعرض عمن ظلمك»[3]

"جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو، جو تم کو محروم کرے تم اسے دو، جو تم پر ظلم کرے تم اس سے درگزر کرو۔"

---

[1] الدارمي، أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن، سنن الدارمي، كتاب الرقاق، باب في أهل الجنة ونعيمها: 2868، قال الألباني هذا الحديث حسن، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، 2000م

[2] الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، جامع الترمذي، كتاب الزكاة، باب ما جآء في الصدقة على ذي القرابة: 658، قال الألباني هذا الحديث ضعيف، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

[3] ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث عقبة بن عامر رضي الله عنه: 17452، قال الألباني هذا الحديث صحيح، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 2001م

جب قرآن مجید کی آیت: ﴿ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ﴾[1] نازل ہوئی تو مدینہ کے نوجوان سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سب سے قیمتی اور محبوب کھجوروں کا باغ صدقہ کرنے کا اعلان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وإني أرى أن تجعلها في الأقربين»[2]

(میری رائے یہ ہے کہ تم اسے رشتہ داروں میں بانٹ دو) تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک مقام پر صلہ رحمی کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہوئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله»[3]

"رحم عرش سے لٹکا ہوا کہتا ہے: جو مجھے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے گا، اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اسے کاٹے گا۔"

ایک اور مقام پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ليس الواصل بالمكافيء ولكن الواصل الذى إذا قطعت رحمه وصلها»[4]

"صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرے، بلکہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔"

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع رحمی پر وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«لا يحل لرجل أمسى قاطع رحم إلا قام عنا»

"جس شخص نے قطع رحمی کی حالت میں رات گزاری ہے وہ ہماری اس مجلس میں سے اٹھ جائے۔"

تو ایک نوجوان مجلس کے ایک کونے سے اٹھا اور اپنی خالہ سے صلح کرنے چلا گیا تو خالہ نے پوچھا کس بات نے تجھے صلح پر مجبور کر دیا ہے، تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ابھی میں نے سنا ہے:

«لا تنزل الرحمة على قوم فيهم قاطع رحم»[5]

---

[1] سورة آل عمران3: 92

[2] البخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب: 1461، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1999م

[3] النيسابوري، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها: 2555، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 2000م

[4] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ليس الواصل بالمكافيء: 5991

[5] البيهقي، أحمد بن الحسين، شعب الإيمان، كتاب صلة الرحم: 7590، قال الألباني هذا الحدث ضعيف، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 2003م

"اللہ اس قوم پر رحمت کی برکھا نازل نہیں فرماتے جس میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔"

مذکورہ واقعہ میں حکیم الامت نبی مکرم ﷺ نے کتنے احسن انداز کے ساتھ موقع شناسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نوجوان کی تربیت کی ہے۔

عصر حاضر کے نوجوان کی تربیت کا یہ پہلو احادیث نبوی ﷺ سے عدم شناسائی کی وجہ سے خالی نظر آتا ہے جس کی وجہ سے وہ صلہ رحمی کے لئے تیار نہیں ہوتا اور تعلقات بحال رکھنے کی بجائے قطع رحمی کرتا ہے جو کہ اسلامی معاشرے کے تشخص کے لئے ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے۔ اس لئے نوجوان کی تربیت میں صلہ رحمی کی تلقین کو حدیث کی روشنی میں اہمیت دینی چاہیے۔

## 2۔ زنا کی اجازت مانگنے والے نوجوان کی تربیت

انسان مجموعہ اضداد ہے، خیر و شر، محبت و عداوت اور عبدیت و شیطانیت دونوں پہلوؤں کا حامل ہے۔ انسانی صلاحیتوں کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اسے اعلیٰ مخلوق ہونے کا شرف حاصل ہے کیونکہ انسانوں میں سے ہی وہ برگزیدہ ہستیاں منصہ شہود پر آئیں، جنہیں ہم انبیاء و رسل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کو جانوروں سے بھی بدترین مخلوق کا لقب ملا ہے کیونکہ وہ بھی آدم کے گھرانے کے بچے تھے جو ہامان، شداد، فرعون اور نمرود کی صورت میں وہ کچھ کرتے رہے جو انسانیت کی عزت و احترام کے منافی تھا۔

اسی مناسبت سے اسلام نے بالخصوص نوجوانوں کی تربیت کرتے ہوئے اپنا نظام عفت و عصمت کا تعارف کروایا ہے تاکہ انسان انسانیت سے نہ گرے اور بدترین مخلوق کی بجائے اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفیٰ 241ھ) نے اپنی مسند میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک نوجوان خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت مانگنے لگا تو آپ ﷺ نے ڈانٹنے کی بجائے اپنے قریب بلا کر کہا: کیا تم اس زنا کے کام کو اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کے لئے پسند کرو گے تو اس نوجوان نے کہا: میں اسے گوارہ نہیں کر سکتا، تو آپ ﷺ نے مسئلہ ذہن نشین کرانے کے بعد اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور دعا فرمائی:

«اللهم اغفر ذنبه وطهر قلبه وحصن فرجه»[1]

"اے اللہ اس کا گناہ معاف فرما، اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔"

اور اسی زنا کی مناسبت سے فرمان ربانی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲﴾[2]

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه: 22211، قال الألباني هذا الحديث صحيح

[2] سورة الإسراء: 17: 32

"زنا کے قریب نہ جاو یقیناً وہ بہت بے حیائی کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔"

اور اسی کے متعلق رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

«لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن.»[1]

"زناکار جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا ہے۔"

ایک اور مقام پر اس کی وضاحت یوں فرمائی:

«إذا زنى الرجل خرج منه الإيمان كان عليه كالظلة فإذا انقطع رجع إليه الإيمان.»[2]

"بندہ جب زنا کرتا ہے، اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر سائے کی مانند لٹکا رہتا ہے اور زانی جب فعل زنا سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس پلٹ آتا ہے۔"

زنا کے دنیاوی عذاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام کائنات ﷺ نے فرمایا:

«ولا فشا الزنا في قوم قط إلا كثر فيهم الموت»

"جب کسی قوم میں زنا عام ہو جائے تو موت بھی کثرت سے واقع ہو جاتی ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا:« ما من قوم يظهر فيهم الزنا إلا أخذوا بالسنة.»[3]

"جب کسی قوم زنا عام ہو جائے تو اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔"

زنا کی برائیوں کی انتہاء نہیں مثلاً زنا کے فروغ کے بعد شر وفتنوں کے چشمے ابل پڑتے ہیں، قوم میں کشت وخون کی گرم بازاری ہوتی ہے، اعمال واخلاق کی مٹی پلید ہو جاتی ہے، ملک کا معیار اخلاق گر جاتا ہے، زناکار قوم کی رفعت وعظمت کا قصر رفیع زمین بوس ہو جاتا ہے، شان وشوکت ملیامیٹ ہو جاتی ہے، پھر انسانیت میں جونہی کمزوری آئی امن وامان خطرہ میں گھر جاتا ہے، ملک صحت کے اعتبار سے نیچے آجاتا ہے اور جوانان قوم خصوصاً اور عام افراد عموماً متعدی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

## 3۔ رذائل اخلاق کی تشخیص اور نوجوانوں کی تربیت

مربی اعظم ﷺ نے معاشرے کے امن وسکون کی خاطر نوجوانوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں اخلاق رذیلہ مثلاً: جھوٹ، چغلی، غیبت، تجسس، بدگمانی، تلاشِ عیب، بغض وحسد، قطع تعلقی، خیانت، وعدہ خلافی،

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المظالم والغضب، باب النهي بغير إذن صاحبه: 2475

[2] السجستاني، أبو داؤد، سليمان بن الاشعث، سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه:4690، قال الألباني هذا الحديث صحيح، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

[3] مسند أحمد بن حنبل: 4/ 205

ظلم وستم، خود غرضی، بدکلامی، بے حیائی، تکبر وغرور، تکلف، بخل اور ریاء کاری کی سنگینیت کا تعارف کرواتے ہوئے اس سے اجتناب کی تلقین کی ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں مدینہ کے ایک نوجوان تاجر کا تذکرہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں میں کچھ تری محسوس کی۔ جس پر آپ نے اسے فرمایا: «ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال أصابته السماء يا رسول الله ﷺ قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، من غشنا فليس منا.»[1]

"اے غلے والے یہ کیا ؟اس نے عرض کیا :اے اللہ کے رسول ﷺ ! بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔"

مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ دھوکہ کی مذمت کرتے ہوئے نوجوان کی تربیت فرما رہے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہوتا ہے جس پر محبت اور خیر خواہی کی فضا چھائی رہتی ہے اور جس کے افراد پر نیکی، سچائی اور وفاداری کا غلبہ ہوتا ہے، چنانچہ ایسے معاشرہ میں دغاباز، دھوکہ باز، فریب کار، مکار وچالباز، ناشکرے اور غدار شخص کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

ایک اور حدیث میں اخلاقی رذائل کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس میں یہ پائے جائیں گے وہ مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كان فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر.»[2]

"چار خصلتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہے، اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی اس میں نفاق کی ایک علامت ہو گی جب تک کہ وہ اسے ترک نہ کر دے: جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔"

ایک اور مقام پر رذائل اخلاق کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«إن الفحش والتفحش ليسا من الإسلام في شيء»[3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ «من غش فليس منا»: 101

[2] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: 34

[3] مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث جابر بن سمرة رضي الله عنه: 20831، قال الألباني هذا الحديث ضعيف

عن المحارم."[1]

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسائیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے، اس دوران ہم میں اللہ نے ایک رسول بھیجا جو ہم میں سے ہی ہے، ہم اس کے نسب، اس کی سچائی، امانت اور پاک دامنی کو جانتے ہیں، اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کی توحید کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ہم اپنے آباؤ اجداد کی مانند پتھروں اور بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، امانتیں ادا کریں، صلہ رحمی سے کام لیں، ہمسائیوں سے حسن سلوک کریں اور حرام کاریوں سے رک جائیں۔"

حسن اخلاق اور اخلاقی اقدار کے داعی نے مزید فرمایا:

«إن من أخياركم أحسنكم أخلاقا» [2]

"تم میں سے بہترین شخص وہ لوگ ہے جس کا اخلاق تم میں سے سب سے اچھا ہو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

« ما من شيء أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن» [3]

"قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہو گی۔"

حسن اخلاق ایک جامع لفظ ہے جس کے تحت ہر وہ نیک خصلت آجاتی ہے جس سے انسان کے کردار میں حسن آتا ہے، اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور اس کو رفعت وبلندی حاصل ہوتی ہے، جیسے حیاء، بردباری، نرمی، رواداری، خوش طبعی، سچائی، امانت داری، خیر خواہی، ثابت قدمی اور دیگر مکارم اخلاق وغیرہ۔

## 5۔ آداب زندگی کی تعلیم اور نوجوانوں کی تربیت

امام کائنات ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کرتے ہوئے انہیں آدابِ زندگی مثلاً: کھانے پینے کے آداب، سونے اور جاگنے کے آداب، جمائی اور چھینک کے آداب، قضائے حاجت کے آداب، راستے پر چلنے اور

---

[1] ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث جعفر بن أبي طالب رضي الله عنه: 1740، قال شعيب الأرنؤوط هذا حديث حسن، الموسوعة الحديثية، الطبعة الثانية، 1999م

[2] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ: 3559

[3] جامع الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق: 2002، قال الألباني هذا الحديث صحيح

"فحش اور تفحش کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

ایک جگہ ارشاد نبوی ﷺ کچھ یوں ہے:

«وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفيهقون.»[1]

"اور مجھے سب سے زیادہ مبغوض، نفرت کے لائق اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ ہونگے جو زیادہ باتونی، چرب زبان اور تصنع کرنے والے متکبر ہوں گے۔"

## 4۔ اخلاقی اقدار کا فروغ اور نوجوانوں کی تربیت

اگر اسلامی تعلیمات کا غور سے مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں اخلاقی اقدار مثلاً: دیانت داری، ایفائے عہد، سچائی، عدل وانصاف، ایثار وقربانی، مہمان نوازی، خوش کلامی، حلم وبردباری، شرم وحیاء، نرمی ورحم دلی، تواضع وانکساری، سادگی وقناعت، شجاعت واستقلال اور سخاوت کا درس بھی دیا ہے اور حقیقت میں یہی وہ اوصاف ہیں جو کسی نوجوان کی زندگی کو انقلابی، اصلاحی اور دوسروں کی بھی خیر خواہی کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اسی مناسبت سے اخلاق حسنہ کے داعی اعظم نے اپنی بعثت کا ایک مقصد یوں بیان فرمایا:

«بعثت لأتمم مكارم حسن الأخلاق»[2]

"میں تو اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

اور یہی وہ اخلاقی اقدار ہیں جن کا اظہار حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے سامنے آپ ﷺ کے تربیت یافتہ نوجوان سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کیا تھا جس کے چند فقرے درج ذیل ہیں:

"أيها الملك! كنا قوم أهل الجاهلية نعبد الأصنام ونأكل الميتة ونأتي الفواحش ونقطع الأرحام ونسيئ الجوار يأكل القوى منا الضعيف فكنا على ذلك حتى بعث الله إلينا رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه فدعانا إلى الله لنوحده ونعبده ونخلع ما كنا نحن نعبد وآباؤنا من دونه من الحجارة والأوثان وأمرنا بصدق الحديث وأداء الأمانة وصلة الرحم وحسن الجوار والكف

[1] جامع الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في معالي الأخلاق: 2018، قال الألباني هذا الحديث صحيح

[2] المدني، مالك بن أنس، مؤطأ الإمام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ما جاء في حسن الخلق: 8، قال ابن العربي هذا الحديث صحيح، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى، 1406هـ

بیٹھنے کے آداب اور کسی سے ملاقات کرنے یا کسی کے گھر جانے وغیرہ کی تعلیم وتربیت بھی دی ہے تاکہ یہ نوجوان اپنے وقت کا مثالی نوجوان بن سکے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں جب کبھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوتا تو ہم آپ کے کھانا شروع کرنے سے پہلے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ ایک بار ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے کہ ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا اور کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر فرمایا:

«إن الشيطان يستحل الطعام الذي لا يذكر اسم الله تعالى عليه، وإنه جاء بهذا الجارية ليستحل بها فأخذت بيدها، فجاء بهذا الأعرابي ليستحل به فأخذت بيده، والذى نفسى بيده أن يده في يدى مع يديهما، ثم ذكر اسم الله تعالى وأكل.»[1]

"شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، چنانچہ وہ اس لڑکی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا حلال کرے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس اعرابی کو لے آیا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا حلال کر لے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے پھر آپ نے بسم اللہ کہا اور کھانا کھانے لگے۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے کھانے کے آداب بتلاتے ہوئے فرمایا کہ کھانے کا لقمہ چھوٹا ہونا چاہیے، بیٹھ کر کھانا کھانا چاہیے، بھوک رکھ کر کھانا چاہیے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا چاہیے وغیرہ۔ مگر آج نقالی کا دور ہے نوجوان کھانے پینے میں دیکھا دیکھی غیروں کے طریقے اپنائے جا رہے ہیں اور پیغمبرِ دوجہاں ﷺ کی سنہری تعلیمات سے روگردانی کیئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح جمائی کے آداب سکھلاتے ہوئے فرمایا:

«إذا تثآءب أحدكم فليمسك بيده على فيه فإن الشيطان يدخل»[2]

" جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے اس لئے کہ ہاتھ نہ رکھنے کی وجہ سے شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔"

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے چھینک کے آداب سکھلاتے ہوئے فرمایا:

"منہ پر کپڑا رکھ لو اور آواز کم نکالو۔"

سونے کے آداب سکھلاتے ہوئے فرمایا:

"دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے ہوئے دائیں پہلو پر لیٹنا چاہیے نہ کہ الٹا ہو کر لیٹنا ہے وغیرہ۔"

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامها: 2017

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب تشميت العاطس، واكراهية التثاؤب: 2995

## 6۔ والدین سے حسن سلوک کا درس اور نوجوانوں کی تربیت

نبی رحمت ﷺ نے اولاد کی تربیت کے حوالے سے بہت تاکید فرمائی ہے اور بالخصوص نوجوانوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی ہے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: میں آپ ﷺ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ آپ کچھ دیر کے بعد اس سے سوال کرتے ہیں: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ شخص کہتا ہے: ہاں! دونوں زندہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالی سے اجر چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« فأرجع إلى والديك فأحسن صحبتهما »[1]

"اپنے والدین کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔"

ایک اور مقام پر سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماں میرے گھر آئی (وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایمان نہیں لائی تھیں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا اور کہا: میری ماں آئی ہیں اور مجھ سے کسی چیز کی خواہش مند ہیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «نعم صلي أمك»[2] "ہاں! تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔"

## 7۔ صبر و عفو و در گزر کی تلقین اور نوجوانوں کی تربیت

نوجوانوں کی تربیت کرتے ہوئے نبی دوعالم ﷺ نے عفو و درگزر کی تلقین کی ہے کیونکہ اس شباب میں غصہ بہت زیادہ آتا ہے اور اسی لئے آپ ﷺ نے کئی مواقع پر غصہ پی جانے، معاف کرنے اور عفو و درگزر کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ بعد میں کسی بھی شخص کے دل میں حقد و کینہ کا کوئی اثر، غیظ و غضب کا کوئی شائبہ اور بغض و نفرت کا کوئی احتمال باقی نہ ہو اور اسی کی تلقین قرآن میں بھی آئی ہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ ﴾[3] "اچھے طریقے سے در گزر کا کام لو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ ﴾[4]

"نرمی اور در گزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کئے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔"

مربی اعظم جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک نوجوان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"اشج عبد القیس تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالی بہت پسند کرتے ہیں وہ حلم (بردباری) اور

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به: 6507

[2] صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهدية للمشركين: 2620

[3] سورة الحجر:15: 85

[4] سورة الأعراف:7: 199

اناۃ (متانت) ہے۔"[1]

اسی طرح ایک اور مقام پر ایک نوجوان کو جامع پند و نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

«لا تغضب، لا تغضب»[2] "غصہ مت کرو۔"

## 8۔ دنیا پرستی کی مذمت اور نوجوانوں کی تربیت

عصر حاضر میں دنیاداری اور دنیادار کو مقدم رکھا جاتا ہے جبکہ دنیا کے سب سے زیادہ دانشور اور حکیم الامت جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی کمزوری کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کو حد سے زیادہ اہمیت دینے کی مذمت بیان فرمائی ہے اور مدینے کے نوجوان سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا:

«كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل وعد نفسك من أهل القبور»[3]

"تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک مسافر ہو یا راہ گیر ہو اور اپنا شمار قبر والوں میں کرو۔"

ایک مقام پر اس کی حقارت کو یوں واضح کیا:

"بوڑھے کا دل دو معاملات میں جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور بڑی بڑی خواہشات میں۔"[4]

ایک اور جگہ دنیا پرستی کے فتنے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ کی قسم میں تمہاری غربت سے نہیں ڈرتا لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کر دی گئی ہے پھر تم اس سے محبت کرنے لگو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے محبت کی، وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا۔"[5]

## 9۔ کسب حلال کی اہمیت اور نوجوانوں کی تربیت

عصر جدید کے بہت سے سنگین مسائل میں سے ایک مسئلہ کسب حلال کا ہے جس کے حصول کے معاملہ میں نوجوانوں کی تربیت بہت ضروری ہے اور اسی مسئلہ پر تلقین قرآن مجید میں بھی ہے۔

---

1 صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله: 117

2 صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب: 6116

3 جامع الترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل: 2333، قال الألباني هذا الحديث صحيح

4 جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء في صفة أواني الحوض: 2455، قال الألباني هذا الحديث صحيح

5 جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء في صفة أواني الحوض: 2462، قال الألباني هذا الحديث صحيح

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ﴾[1]

''اے لوگو! زمین کی صرف حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''

اور امام کائنات ﷺ نے فرمایا: «طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة»[2]

''شرعی فرائض کے بعد حلال روزی کمانا سب سے بڑا فرض ہے۔''

ایک اور مقام پر نبی دوعالم ﷺ نے ایک نوجوان کو مانگتے دیکھا تو فرمایا:

''تمھارے گھر میں کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا: ایک موٹا کمبل ہے جس کا بعض حصہ اوپر لیتے ہیں اور بعض حصہ نیچے بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں چیزیں لے آؤ۔ جب وہ دونوں چیزیں لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں چیزوں کو کون خریدنا چاہتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں ایک درہم میں خریدوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایک درہم سے زیادہ دینا چاہتا ہے تو ایک اور آدمی نے کہا: میں دو درہم میں خریدوں گا۔ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں دے کر اس سے دو درہم لئے اور مانگنے والے انصاری نوجوان کو دے کر فرمایا: ایک درہم سے غلہ خریدو اور اپنے گھر والوں کو دے دو، دوسرے درہم سے ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاو، جب وہ لایا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دستہ ڈال دیا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں اکٹھی کرو اور بیچو اور فرمایا: میں آپ کو پندرہ دن تک نہ دیکھوں، وہ آدمی چلا گیا، لکڑیاں اکٹھی کرتا رہا اور بیچتا رہا، وہ آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے۔ بعض کے مطابق اس نے کپڑے خریدے اور بعض کے مطابق غلہ خریدا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چیز آپ کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ مانگنے کی وجہ سے قیامت کے دن آپ کے چہرے پر سیاہی ہو۔''[3]

جب ایک نوجوان کے سامنے کسب حلال کی اہمیت واضح ہو گی تو یقیناوہ ناجائز کمائی کے ذرائع رشوت، چوری، ڈاکہ، خیانت، ناپ تول میں کمی، عیب دار مال کی فروخت، ٹیکس چوری اور بازارِ تجارت میں جھوٹ جیسی لعنتوں سے اجتناب کرے گا اور اس کو پتہ ہو گا کہ ناجائز طریقہ کی کمائی جو وہ کھائے گا تو اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کے ساتھ ساتھ عبادت اور دعا بھی رائیگاں جائے گی۔

---

1 سورة البقرة:2: 128

2 الهيثمى، نور الدين علي بن أبي بكر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الزهد، باب فيمن أكل حلالاً أوحرامًا: 18098، قال الألباني هذا الحديث ضعيف، مكتبة القدسي، القاهرة، الطبعة الأولى، 1414هـ

3 التبريزى، محمد بن عبد الله، مشكوة المصابيح، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له:1851، قال الألباني هذا الحديث ضعيف، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الثالثة، 1985م